فہرست

ناموسِ رسالت اور وقت کی ضرورت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلٰى آلِهِ الْأَصْفِيَاءِ وَأَصْحَابِهِ الْأَتْقِيَاءِ، أَمَّا بَعْدُ: فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ، بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ: مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَآ أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلٰكِن رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ وَكَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَئٍ عَلِيْمًا، صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلَانَا الْعَظِيْمِ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْأُمِّيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ.

رَبِّ اشْرَحْ لِيْ صَدْرِيْ، وَيَسِّرْ لِيْ أَمْرِيْ، وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِيْ يَفْقَهُوْا قَوْلِيْ، سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ لَنَا إِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ، اَللّٰهمَّ انْفَعْنَا بِمَا عَلَّمْتَنَا وَعَلِّمْنَا مَا يَنْفَعُنَا۔

إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّوْنَ عَلٰى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا، اَللّٰهمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِه وَأَصْحَابِه وَأَتْبَاعِه وَأَزْوَاجِه وَذُرِّيَّاتِه.

محترم دوستو، بزرگو، عزیز نوجوان ساتھیو!

اللہ تعالیٰ شانہ کا بہت بڑا احسان ہے کہ اس نے ہمیں تکمیلِ حفظِ قرآن کی اس مجلس میں شرکت کی سعادت نصیب فرمائی، اس قسم کی مجلسوں کی اہمیت کا صحیح اندازہ آخرت ہی میں ہوگا۔ قرآنِ کریم حق تعالیٰ شانہ کا کلام ہے، اس کے اپنے فضائل ہیں۔ پھر ایک بچہ اسے حفظاً مکمل کرتا ہے، اس مبارک عمل کی اپنی فضیلتیں ہیں، اس کے علاوہ نیک لوگوں کا مجمع ہے، حضراتِ علماء کرام تشریف فرما ہیں، حدیث کی خدمت کرنے والے حضرات بھی بیٹھے ہوئے ہیں، ایسی مجالس میں جو وقت گذرتا ہے اس کی صحیح قدر میرے بھائیو! آخرت ہی میں

ہوگی۔

مسلمانو نہ گھبراؤ، خدا کی شان باقی ہے

اس وقت مسلمانوں پر ایک قسم کی مایوسی چھائی ہوئی نظر آتی ہے اور حالات ہی کچھ ایسے ہیں مگر امت پر اس طرح کے حالات تو ہمیشہ آتے رہے ہیں، یہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور سے اب تک ان چودہ سو سال میں امت پر بار بار ایسے حالات آئے مگر اسلام نہ مٹا ہے نہ مٹے گا اس لئے کہ اسلام مٹنے کے لئے نہیں بلکہ قیامت تک باقی رہنے کے لئے آیا ہے۔

هُوَ الَّذِیۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰی وَدِیۡنِ الۡحَقِّ لِیُظۡهِرَهٗ عَلَی الدِّیۡنِ کُلِّهٖ(الصفّ:۹)

وہی اللہ ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دینِ حق دے کر بھیجا تا کہ اسے تمام ادیان پر غالب کردیں۔

اسلام کی نہ مجھے فکر کرنی چاہیے نہ آپ کو، قرآن کی بھی نہ مجھے فکر کرنی چاہیئے نہ آپ کو، اللہ کے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اور ناموس کی نہ مجھے فکر کرنی چاہیئے نہ آپ کو، یہ چیزیں مٹنے والی نہیں ہیں، حالات کتنے ہی مایوس کن نظر آئیں، اسلام کو، ناموسِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور قرآن کو ایک رائی کے دانے کے برابر بھی نقصان نہیں پہنچے گا، قرآن کبھی نہیں مٹے گا اس لئے کہ ہزاروں انسانوں کے دلوں میں محفوظ ہے،

کیوں ممتاز نہ ہو اسلام دنیا بھر کے دینوں میں
وہاں مذہب کتابوں میں، یہاں قرآن سینوں میں

مسلمانو نہ گھبراؤ، خدا کی شان باقی ہے
ابھی اسلام زندہ ہے، ابھی قرآن باقی ہے

اسلام تو جیسا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا آج بھی ویسا ہی ہے، اس میں کوئی نقص نہیں آیا ہے، اس میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، اس کا کوئی نقصان نہیں ہوا ہے، قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں جیسا تھا آج بھی ویسا ہی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت اس فلم کے بنائے جانے سے پہلے، کارٹونوں کے وجود میں آنے سے پہلے جتنی تھی آج بھی اُتنی ہی ہے، اس قسم کی شرارتوں سے اس میں کوئی کمی نہیں آتی۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا بے مثال عشق

میرے بھائیو! فکر ہمیں اپنی کرنی ہے، قرآن آج بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں تھا، ہاں فرق یہ ہے کہ نبیٔ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں مسلمانوں کا قرآن سے جو لگاؤ تھا وہ آج نہیں رہا، زمین آسمان کا فرق ہوگیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت، رفعت جتنی اُس وقت تھی آج بھی اُتنی ہی ہے اور جیسی تھی ویسی ہی ہے، اس میں کوئی فرق نہیں آیا، فرق کس چیز میں آیا؟ لگاؤ میں، تعلق میں، صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو جو لگاؤ تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ مبارک سے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے، ہماری زندگیوں میں اُس لگاؤ کا عُشرِ عشیر بھی باقی نہیں رہا۔

حضرت مفتی محمد تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ شانہ ایک لاکھ سے زائد صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرماتے کہ اگر تم سارے کے سارے اپنی زندگیاں قربان کردو تو میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں ایک سیکنڈ کا اضافہ کردوں تو صحابہ رضی اللہ عنہم کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اتنی زیادہ محبت تھی کہ اُن میں سے ایک بھی ایک لمحہ کے لئے نہ

سوچتا، فوراً سب یک زبان ہو کر کہتے کہ اے اللہ ہماری زندگی لے لیجئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں سیکنڈ کا اضافہ کر دیجئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گلدستۂ کمالات ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گلدستۂ کمالات ہیں، حضرت قاسم العلوم والخیرات مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

جہاں کے سارے کمالات ایک تجھ میں ہیں
تیرے کمالات کسی میں نہیں مگر دو چار

جہاں کے سارے کمالات، حضرت آدم علیہ السلام کے کمالات، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے کمالات، حضرت داود علیہ السلام کے کمالات، تمام انبیاء علیہم السلام کے کمالات سب ایک آپ کی ذات میں ہیں، آپ تمام کمالات کے گلدستہ ہیں۔

وہ دانائے سبل، ختم الرسل، مولائے کل جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیٔ سیناء
نگاہِ عشق و مستی میں وہی اول وہی آخر
وہی قرآں، وہی فرقاں، وہی یٰسیں وہی طٰہٰ

ہر طرف تیرگی تھی نہ تھی روشنی
آپ آئے تو سب کو ملی روشنی
بزمِ عالم سے رخصت ہوئیں ظلمتیں
جب حِراء سے ہَویدا ہوئی روشنی

اسوۂ مصطفٰی کی یہ تفسیر ہے
روشنی، روشنی، روشنی، روشنی

قدم قدم پہ برکتیں نفس نفس پہ رحمتیں
جہاں جہاں سے وہ شفیعِ عاصیاں گذر گیا
جہاں گذر نہیں ہوا وہاں ہے رات آج تک
وہیں وہیں سحر ہوئی جہاں جہاں گذر گیا

اللہ کا محبوب بننے کا طریقہ

میرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی اتنی کامل اور اتنی مکمل ہے کہ جو شخص بھی اس کا مطالعہ کر کے اُس کی نقل اتارے گا وہ بھی اللہ تعالیٰ کی نظر میں محبوب ہو جائے گا:

قُلۡ إِن كُنتُمۡ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُونِي يُحۡبِبۡكُمُ اللّٰهُ

(آل عمران:۳۱)

(اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ فرما دیجئے کہ اگر تمہیں اللہ تعالیٰ سے صحیح معنی میں محبت ہے تو میری اتباع کرو، اللہ تمہیں محبوب بنا لے گا۔

نقشِ قدم نبی کے ہیں جنت کے راستے
اللہ سے ملاتے ہیں سنت کے راستے

میں علیل چل رہا ہوں، کئی ہفتوں سے نزلہ، زکام اور بخار میں مبتلا ہوں، میں نے حضرت مولانا کی خدمت میں عرض بھی کیا کہ ماشاء اللہ اور بھی علماء تشریف لائے ہوئے ہیں، مگر حکم ہوا، تعمیلِ حکم میں بیٹھنا پڑا، کسی خاص ترتیب سے بات نہیں ہو پا رہی ہے، بیماری بھی ہے اور پھر جب علماء ہوتے ہیں تو طبیعت محجوب بھی ہوتی ہے۔

ہماری ذمہ داری

میں جو بات عرض کرنا چاہتا ہوں میرے بھائیو! وہ یہ ہے کہ ہمیں ایسے مواقع پر یہ سوچنا ہے کہ ان حالات میں ہماری ذمہ داری کیا ہے؟ کیا سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عنوان سے سال میں ایک دو جلسے کر کے ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کرنے اور سننے سے ہم اپنی ذمہ داری سے فارغ ہو جائیں گے؟ نعت کی محفلیں آج کل بہت ہوتی ہیں، کیا اس سے ہماری ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے کہ ہم نعتوں کو سنائیں اور سنیں، ان چیزوں کے مفید ہونے سے انکار نہیں ہے، ان مبارک کاموں سے کون منع کر سکتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکرِ مبارک، اللہ اکبر! زندگی اتنی کامل، اتنی مکمل کہ پوری دنیا اگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں رطب اللسان رہے اور یہی ایک کام کرتی رہے تو قیامت آسکتی ہے مگر تعریف ختم نہیں ہوسکتی، اور یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے۔

لفظ بے بس زبان ہے معذور
مجھ سے ذکرِ رسول کیا ہوگا
نہ کنارہ ہو جس سمندر کا
وہ سمندر عبور کیا ہوگا
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اقبال میں کس منہ سے کروں مدحِ محمد
منہ میرا بہت چھوٹا ہے اور بات بڑی ہے
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ صرف اس سے میرے بھائیو! ہماری ذمہ داری ختم نہیں ہوتی، اصل چیز ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے اپنے آپ کو وابستہ کرنا۔ سب سے بڑی ذمہ داری امتِ مسلمہ کی اس وقت کے حالات میں یہ ہے کہ ہم

قرآنِ مجید کا معتبر ذرائع سے علم حاصل کریں، احادیثِ شریفہ کا معتبر ذرائع سے علم حاصل کریں، سیرتِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر لکھی ہوئی معتبر اور مستند کتابوں کا خوب مطالعہ کریں، اور ان تعلیمات کو ہم اپنی زندگیوں میں جگہ دیں پھر ان تعلیمات کا خوب ذکر کریں، مسلمانوں میں بھی اور غیر مسلموں میں بھی، رونے دھونے سے، ہائے واویلا کرنے سے، مظلومیت کی داستانیں سنانے سے امتِ مسلمہ کا مسئلہ حل نہیں ہوگا، اسلام کے دشمن اپنا کام کررہے ہیں، سوال یہ ہے کہ ہم کیا کر رہے ہیں؟ عشق ومحبت کے جذبات سے مغلوب ہوکر لوگ سڑکوں پہ آ گئے، ٹھیک ہے، مگر کیا ہماری ذمہ داری اتنی ہی ہے؟ نہیں، ہماری سب سے بڑی ذمہ داری یہ ہے کہ ہم اپنے آپ کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے مکمل طور پر وابستہ کریں، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات کا یہ بھی تقاضہ ہے کہ ہم اپنے نفس پر قابو رکھیں، ہمارا نفس غصہ سے مغلوب ہوکر ہمیں کسی ایسے کام پر مجبور نہ کرے جو شریعت کے دائرے سے باہر ہو۔

آپ ہیں مجھ کو جاں سے پیارے

ڈنمارک (Denmark) میں جب کارٹون چھپے تھے، اس وقت پوری اسلامی دنیا میں غم وغصہ نظر آیا، اور آنا بھی چاہیئے تھا اس لئے کہ مسلمانوں کے نزدیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے زیادہ محبوب کوئی چیز نہیں ہے:

آپ ہی ہیں مقصود ہمارے
دل کے اجالے آنکھ کے تارے
آپ پہ میری جان ہے قرباں
آپ ہیں مجھ کو جاں سے پیارے

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نبی کی عزّت و حرمت پہ مرنا عینِ ایماں ہے
سرِ مقتل بھی ان کا ذکر کرنا عینِ ایماں ہے
ڈراتا ہے ہمیں دارو رسن سے کیوں ارے ناداں
نبی کے عشق میں سولی پہ چڑھنا عینِ ایماں ہے
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جان جاتی ہے تو جائے خیر ہو اسلام کی
دنیا میں باقی رہے عزّت نبی کے نام کی
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جان کا تو ذکر کیا ہے عزیزانِ محترم
دونوں جہاں حضور پہ قربان کیجئے
صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

اُس وقت افراتفری کا عالم تھا، کاروں کو جلایا جارہا تھا، ویگنوں کو جلایا جارہا تھا، دکانوں کو جلایا جارہا تھا، کارٹون چھپے ہیں ڈنمارک میں، کارٹون چھاپنے والا، کارٹون بنانے والا بیٹھا ہے ڈنمارک میں اور مسلمان اپنے ملک میں اپنے بھائیوں کی دکانوں کو تباہ کر رہے تھے، یہ احساس ہی نہیں تھا کہ اپنے ملک کا اور اپنے بھائیوں کا لاکھوں کا، اربوں کا ہم نقصان کر رہے ہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم ہمیں اس کی اجازت نہیں دیتی۔ اس وقت میں نے bbc کی ایک رپورٹر کا مضمون پڑھا، اس نے پاکستان کے مختلف شہروں کے احوال لکھنے کے بعد اخیری paragraph (پیراگراف) میں یہ لکھا کہ مسلمانوں کے غم وغصہ کو میں سمجھ سکتی ہوں کہ ان کی ایک بہت مقدس شخصیت پر کیچڑ اچھالا گیا ہے لیکن میں یہ سمجھنے سے قاصر ہوں کہ یہ اپنے ہی بھائیوں کا نقصان کیوں کر رہے ہیں؟

صبر بھی آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا ایک حصہ ہے، آنحضرت ﷺ کے خلاف اگر کوئی زبان کھولتا ہے، آنحضرت ﷺ کے بارے میں اگر کوئی غلط بات لکھتا ہے، تو شریعتِ مطہرہ کا اس وقت ہم سے کیا تقاضہ ہے، اس کو بھی تو معلوم کرنا چاہئے، اگر جذبات سے مغلوب ہو کر آنحضرت ﷺ کی تعلیمات کا خیال کئے بغیر ہم نے کوئی قدم اٹھالیا تو ہم نے اسلام کو اور آنحضرت ﷺ کے مِشن کو نفع نہیں بلکہ نقصان پہنچایا اور دشمن یہی چاہتا ہے اور ہم اسی کا شکار بن رہے ہیں۔

اپنا جائزہ لینے کی ضرورت

میرے بھائیو! اس وقت ہمیں سب سے پہلے اپنی زندگیوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، ہر شخص سوچے کہ میری زندگی میں اللہ کے نبی ﷺ کی تعلیمات کا کتنا حصہ ہے؟ غیر تو غیر ہیں ہی، ان سے کیا گلہ؟ غیر اگر گندی باتیں لکھیں تو بُرا ضرور ہے مگر ہمیں سوچنا یہ ہے کہ ہم آنحضرت ﷺ کے شیدائی اور عاشق ہونے کے دعوے دار ہونے کے باوجود آپ ﷺ کی روح کو خلافِ سنت زندگی گزار کر روزانہ کتنی تکلیف پہنچا رہے ہیں۔ ہمیں محاسبہ کرنا ہے کہ ہماری زندگیوں میں ناجائز کام کتنے ہو رہے ہیں؟ سنت کے خلاف کتنے کام ہو رہے ہیں؟ شادی اور غمی کے پر ہمارے گھروں میں کیا کچھ نہیں ہوتا؟ ہم مسلمان ہو کر اللہ کے نبی ﷺ کی تعلیمات کو قدم قدم پر پامال کر رہے ہیں اس کا کیا؟ کیا ہم اس کے بارے میں بھی کبھی سوچتے ہیں؟

میرے عزیزو! دنیا میں غیروں کی طرف سے جو کچھ ہو رہا ہے اس کی اصل وجہ یہی ہے کہ ہم نے اللہ تعالیٰ سے اپنے رشتے کو کمزور کر دیا، مسلمان جب تک اللہ کے نبی ﷺ کی تعلیمات سے اور اللہ تعالیٰ کے احکام سے کامل طور پر وابستہ تھے تو غیروں کے دل ان

سے مرعوب تھے، اور ان کی یہ وابستگی جب کمزور ہوگئی تو یہ مرعوبیت بھی ختم ہوگئی۔ بیس سال پہلے، پندرہ سال پہلے، پچیس سال پہلے کسی کو یہ جرأت نہیں تھی کہ اس قسم کی شرارت کرے، کسی حکومت کو بھی جرأت نہیں تھی، طاقتور ممالک کے حکمرانوں کو بھی یہ جرأت نہیں تھی کہ ایسا کوئی جملہ کہیں جس سے مسلمانوں کے دلوں کو ٹھیس پہنچے اور اب اسلام کے دشمن علی الاعلان اسلام کے خلاف بول رہے ہیں، جس کے جی میں جو آئے بس بول رہا ہے۔

عرض یہ کر رہا تھا کہ بجائے مظلومیت کا رونا رونے اور ہائے واویلا کرنے کے، ہمیں اپنی زندگیوں کا جائزہ لینے کی ضرورت ہے، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے اپنے آپ کو وابستہ کرنے کی ضرورت ہے، حضراتِ علماء کرام کی مجلسوں میں، ان کے دروس میں بیٹھ کر قرآن کا پیغام سمجھنے کی ضرورت ہے، احادیث شریفہ کا پیغام سمجھنے کی ضرورت ہے، اپنے ظاہر اور باطن کی اصلاح کی ضرورت ہے، عبادات، معاملات، معاشرت، اخلاقِ حسنہ، یہ دین کا جو پورا ڈھانچہ ہے، اس سے اپنی زندگیوں کو آراستہ کرنے کی ضرورت ہے۔

اپنی اصلاح کی فکر

ہمارے ذہنوں میں دین داری کا بہت تنگ مفہوم ہے، داڑھی آ گئی، ٹی وی گھر سے نکل گیا، پردہ گھر میں آ گیا، پانچ وقت کی نمازیں ہونے لگیں، کسی شیخ سے بیعت ہو گئے اور کچھ ذکر کرنے لگ گئے، دعوت و تبلیغ میں چلّہ لگایا اور گشت کرنے لگ گئے، عمرہ حج ہر سال، ہر دوسرے تیسرے سال ہونے لگے، جبہ آ گیا، عمامہ آ گیا، ٹوپی آ گئی، تو ہم سمجھتے ہیں کہ پورا دین آ گیا، الحمدللہ یہ اعمال بہت مبارک ہیں، مگر دینداری اسی کا نام نہیں، ابھی آگے بھی بہت کچھ ہے، شیطان ہمیں غفلت میں ڈالے رکھتا ہے یہ سمجھا کر کہ تو دیندار ہے، یہ شیطان کا بہت بڑا مکر ہے کہ وہ ہمیں ہماری اچھائیاں دکھاتا ہے اور ہماری برائیوں کی طرف متوجہ نہیں ہونے

دیتا، اسی لئے مشائخ ہمیں محاسبہ کی تلقین کرتے ہیں، ہر شخص کو اہتمام کے ساتھ اپنا محاسبہ کرنا چاہئے اور ایک فہرست بنانی چاہئے کہ میرے اندر یہ خرابی ہے اور یہ بھی ہے اور یہ بھی ہے، حسد ہے، کینہ ہے، بغض ہے، بخل ہے، کبر ہے، عجب ہے، ریاء ہے اور پھر ان کی اصلاح کی فکر کرنی چاہئے۔ ہمارے اچھے اعمال میں سے پتہ نہیں اللہ تعالیٰ کے یہاں کتنے جا رہے ہیں؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ اخلاص نہ ہونے کی وجہ سے قیامت کے دن ہم خالی ہاتھ اٹھیں، یہ حقیقت کڑوی ہے مگر حقیقت ہے اور یہ سنگین معاملہ ہے اور یہ مجھ سے اور آپ سے متعلق ہے، اسے ہم ignore (نظر انداز) نہیں کر سکتے، اگر ہم نے اس کو نظر انداز کیا تو مرنے کے بعد جو وبال آنے والا ہے وہ تو آئے گا ہی، مگر اس دنیا میں بھی بڑے بڑے وبال آتے رہیں گے اور یہ بڑھتے ہی رہیں گے۔

اگر دنیا اور آخرت میں عزت سے جینا چاہتے ہیں تو ایک ہی راستہ ہے، جنابِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات سے وابستگی، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

نَحْنُ قَوْمٌ أَعَزَّنَا اللهُ بِالْإِسْلَامِ، فَمَهْمَا إِبْتَغَيْنَا الْعِزَّةَ بِغَيْرِ مَا أَعَزَّنَا اللهُ بِه أَذَلَّنَا اللهُ

ہم وہ لوگ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ شانہ نے اپنے محبوب پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لائی ہوئی تعلیمات کے ذریعہ عزت عطا فرمائی ہے، جب تک ہم عزت تلاش کرتے رہیں گے اس طریقہ کے علاوہ میں جس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں عزت دی ہے اس وقت تک اللہ تعالیٰ ہمیں ذلیل ہی رکھے گا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ عزت و ذلت کا مالک اللہ ہی ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ، بِيَدِكَ

الْخَيْرُ، إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ (آل عمران:۲۶)

آپ فرما دیجئے کہ اے اللہ! سلطنت کے مالک! تو سلطنت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور سلطنت چھینتا ہے جس سے چاہتا ہے اور تو عزت دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ذلت دیتا ہے جسے چاہتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں بھلائی ہے، یقیناً تو ہر چیز پر قدرت والا ہے۔

قلت و کثرت اور فقر و غنا اللہ تعالیٰ کے دربار میں یکساں ہیں، اگر اللہ تعالیٰ چاہیں تو کثرت کے مقابلہ میں قلت کو عزت دے دیں، اور اگر چاہیں تو فقیر کو غنی سے زیادہ عزت والا بنا دیں۔

وہ جو چاہے تو قطرہ قطرہ کو سمندر کردے
وہ جو چاہے تو یتیموں کو پیمبر کردے

ہر شخص کو علم بڑھانے کی فکر کرنی چاہئے

تو اس وقت میرے بھائیو! ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیغام کو سیکھیں، مکتب سے فارغ ہونے کے بعد ہمارا حصولِ علمِ دین سے کوئی تعلق نہیں رہتا، ما شاء اللہ مساجد میں جمعہ سے پہلے علماءِ کرام کے بیانات ہوتے ہیں ان میں شرکت کرنی چاہئے، علم تو اہلِ علم کے پاس بیٹھنے ہی سے آئے گا، جن کے پاس علم نہیں ہے ان کے پاس بیٹھنے سے علم کیسے آئے گا، ہمیں علم والوں کے پاس بیٹھنا پڑے گا۔ جمعہ سے پہلے بیانات میں کتنے لوگ شرکت کرتے ہیں؟ ہفتہ میں صرف ایک مرتبہ اور وہ بھی پندرہ بیس منٹ کے لئے، مگر کتنے لوگ آتے ہیں؟ انگلینڈ کے اہم اہم شہروں کی اکثر مسجدوں میں درسِ قرآن، درسِ حدیث کے عنوان سے علماء کے پروگرام ہوتے ہیں، کتنے لوگ نظر آتے ہیں؟ پانچ آدمی، دس آدمی،

پندرہ آدمی؟ باہر سے حضراتِ علماءِ کرام تشریف لاتے ہیں، ان کے بیانات میں کتنے لوگ نظر آتے ہیں؟ جو دیندار سمجھے جاتے ہیں، خانقاہوں میں جانے والے، دعوت وتبلیغ سے تعلق رکھنے والے، ان کے اندر بھی حصولِ علمِ دین کا جو جذبہ ہونا چاہئے، نہیں ہے، بہت افسوس کی بات ہے۔

علم نہیں بڑھے گا تو عمل کیسے بڑھے گا؟ علم نہیں ہوگا تو ہم دوسروں کو اپنے دین کے بارے میں بات کیسے سمجھا سکیں گے؟ ہمارا تو علم ہی نہیں بڑھ رہا ہے، علم میں بالکل ٹھہراؤ ہے، مکتب سے فارغ ہوتے وقت جتنا علم تھا آج بھی اتنا ہی ہے، بلکہ اس میں کمی آگئی ہوگی، اسے زنگ لگ گیا ہوگا، اور وہ لوگ جو بیانات سننے کا شوق رکھتے ہیں تو ان میں سے بہت سارے وقت گزاری اور entertainment (دل بہلانے) کے لئے سنتے ہیں۔

میرے بھائیو! حضراتِ علماءِ کرام کی مجلسوں میں بیٹھ کر علم سیکھو، جن حضرات کا تعلق مشائخ سے ہے ان سے گزارش ہے کہ ان کی خانقاہوں میں اہتمام کے ساتھ جاؤ، ان سے اطلاع اور اتباع کا تعلق رکھو، ان کے بتلائے ہوئے معمولات پر پختگی کے ساتھ عمل کرو مگر اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ آپ اپنی بستی میں جو عالمِ دین علم کی خدمت کر رہا ہے اس سے مستغنی رہیں، آپ کے شیخ پاکستان میں رہتے ہیں، انڈیا میں رہتے ہیں، دوسرے شہر میں رہتے ہیں، آپ علم کیسے حاصل کریں گے؟

جو حضرات دعوت وتبلیغ سے منسلک ہیں انہیں بھی علماء سے استغناء کا برتاؤ نہیں کرنا چاہئے، یہ کام بہت اچھا ہے، بہت عمدہ ہے، اس جد و جہد میں ہر شخص کو اپنی استطاعت کے مطابق لگنا چاہئے، مگر دعوت وتبلیغ کی تحریک میں تعلیم وتعلم کا کوئی نظم نہیں ہے، اس میں ایسا کوئی پروگرام نہیں ہے کہ بھائی روزانہ پندرہ منٹ فلاں کتاب پڑھائی جائے گی، وہاں یہ کہا

جاتا ہے کہ علم کے لئے علماء کے پاس جاؤ، چھ نمبروں میں سے ایک مستقل نمبر علم و ذکر ہے، مذاکروں میں بار بار تاکید کی جاتی ہے کہ علماء کے پاس بیٹھو، خانقاہوں میں بھی بار بار یہ کہا جاتا ہے کہ علماء سے علم حاصل کرو اس لئے کہ علم کے بغیر انسان گمراہی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔

علم کی کمی کی وجہ سے ہماری زبانیں گونگی ہیں

میرے بھائیو! علم حاصل کیا جائے گا تو اس قسم کے حالات میں ہم غیر مسلموں سے بات کر سکیں گے اگر ہم میں سے کسی کو اس وقت یہ کہا جائے کہ یہ چند غیر مسلم ہیں، ان کو صرف دس پندرہ منٹ کے لئے یہ سمجھاؤ کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت نعوذ باللہ ویسی نہیں تھی جیسی اس فلم میں بتلائی جارہی ہے، آپ بہت اونچی سیرت والے تھے، میں آپ کو ان کی زندگی میں سے کچھ چیزیں بتاتا ہوں، تو میرے بھائیو! ہماری زبانیں گونگی ہو جائیں گی، کتنے مسلمان ہیں جو ایسے ماحول میں کام کرتے ہیں جہاں صرف غیر مسلم ہوتے ہیں، اور ان کا مزاج بھی ایسا ہے کہ اخبار پڑھتے ہیں اور اس میں کوئی چیز ہوتی ہے تو اسی پر گفتگو شروع کر دیتے ہیں، آپ سب حضرات یہ مجھ سے بہتر جانتے ہیں، اب اسلام کے خلاف propaganda (پروپیگنڈا) کا یہ سلسلہ پندرہ بیس سال سے زوروں پر ہے مگر اس مدت میں کتنے لوگ ہیں جنہوں نے اچھی کتابوں کا مطالعہ کیا، جنہوں نے علماء کی طرف رجوع کیا، اپنے آپ کو تیار کیا اور وہ اپنے انسانی بھائیوں سے بات کرنے کی پوزیشن میں ہوئے؟ نہیں، میرے بھائیو! بلکہ ہم اس قسم کی گفتگو سے کتراتے ہیں، علم سیکھ کر اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے بارے میں اور اسلام کی تعلیمات کے بارے میں ڈٹ کر گفتگو کرنی چاہیئے، اور بالعموم یہ باتیں موٹی موٹی ہوتی ہیں، اس میں کسی کا عالم ہونا بھی ضروری نہیں، آپ میں سے ہر شخص ان باتوں کو سمجھ سکتا ہے اور سمجھا سکتا ہے۔

ہمیں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فخر ہے

میرے بھائیو! اگر ہمیں دینِ اسلام کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کی صحیح اور سچی فکر ہوتی تو ہم ضرور سیکھتے اور غیروں سے غلط فہمی دور کرنے کی نیت سے، ان کو دین کے قریب لانے کی نیت سے گفتگو کرتے۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے سامنے ایک مشرک نے مذاق کے انداز میں کہا کہ میں تمہارے نبی کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ تمہیں ہر چیز کی تعلیم دیتے ہیں حتّٰی کہ استنجاء کی بھی، وہ کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ یہ کیسے نبی ہیں کہ استنجاء وغیرہ کے مسائل سکھاتے ہیں کہ بیت الخلاء میں جاؤ تو پہلے بایاں پاؤں رکھو، اس طرح بیٹھو اور پھر فراغت کے بعد اس طرح ڈھیلے سے استنجاء کرو، پانی سے استنجاء کرو وغیرہ وغیرہ۔ ہم ہوتے تو inferiority complex (احساس کمتری) میں مبتلا ہوجاتے، مگر وہاں علم تھا، اور اسلام کی برتری ان کے دل دماغ میں بسی ہوئی تھی، انہوں نے کہا کہ جی ہاں! ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ ہم استنجاء کے دوران قبلہ کی طرف نہ رخ کریں نہ پشت، اور نہ دائیں ہاتھ سے استنجاء کریں۔(دار قطنی) دیکھ لیا آپ نے؟ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ احساسِ کمتری کے شکار نہیں ہوئے، اور کیوں ہوتے؟ ہم مسلمانوں کو ایسے پیغمبر پر فخر ہے کہ آسمان سے فرشتہ وحی لے کر آتا ہے اس سے لے کر استنجاء تک کی ساری چیزیں انہوں نے ہمیں سکھائی ہیں۔

صحیح جگہ سے علم حاصل کرنا چاہئے

بھائیو! سیرتِ پاک کا خوب مطالعہ کرو! معتبر علماءِ کرام کی لکھی ہوئی کتابیں ہر زبان میں دستیاب ہیں، علماء سے معلوم کرو اور حاصل کر کے پڑھو، خیال رہے کہ باہر غیر معتبر literature (لٹریچر) بھی بہت ہے اور جو لوگ internet (انٹرنیٹ) سے بغیر تحقیق کے علم

حاصل کرتے ہیں، یہ طریقہ بالکل صحیح نہیں ہے، Google پر جس مضمون کی ضرورت ہے اس کو لکھ کر button (بٹن) دبا دیا اور جو کچھ اسکرین پر آ گیا چاہے کسی کا بھی لکھا ہوا ہو، اسے پڑھ لیا، یہ خطرناک ہے، میرے بھائیو! جب تک یہ معلوم نہ ہو کہ کس کا لکھا ہوا ہے اور آیا لکھنے والا صحیح العقیدہ معتبر شخص ہے یا نہیں، اس وقت تک بہتر سے بہتر article (مضمون) کو بھی مت پڑھو، اس لئے کہ گمراہی کا اندیشہ ہے، امام محمد بن سیرین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

إِنَّ هٰذَا الْعِلْمَ دِيْنٌ فَانْظُرُوْا عَمَّنْ تَأْخُذُوْنَ دِيْنَكُمْ

بیشک یہ علم ہی دین ہے، لہذا اچھی طرح دیکھو کہ اپنا دین کس سے لے رہے ہو۔

دین، علم ہی تو ہے۔ علم بڑھے گا تو دین بڑھے گا، علم گھٹے گا تو دین گھٹے گا، علم صحیح ہوگا تو دین صحیح ہوگا، علم غلط ہوگا تو دین غلط ہوگا، اس لئے بہت غور سے دیکھو کہ تم دین کس سے حاصل کر رہے ہو۔ بہترین مضمون ہے مگر لکھنے والے کا نام نہیں، اسے مت پڑھو، اس میں خطرہ ہے۔ بہترین مضمون ہے مگر لکھنے والے کو آپ پہچانتے نہیں، پہلے معلوم کرو، اس کے بعد پڑھو۔ تقریریں بھی سننے سے پہلے معلوم کرو کہ کون ہے؟ صحیح العقیدہ ہے یا نہیں؟

وقت کی ضرورت

سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مطالعہ، علماء کی مجالس میں شرکت کر کے علم حاصل کرنا، معتبر علماء کی کتابیں پڑھنا، قرآن اور حدیث کی تعلیمات کو reliable authentic sources (معتبر ذرائع) سے حاصل کرنا، اور اپنی زندگی میں اسے جگہ دینا، اسے تقریراً اور تحریراً دوسروں تک پہنچانا، یہ وقت کی اہم ضرورت ہے، اچھی اچھی کتابیں، اچھے اچھے پمفلٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں پڑھو اور غیر مسلموں میں تقسیم کرو، آپ میں سے ہر شخص کم سے کم پانچ

غیر مسلموں تک کوئی کتاب یا پمفلٹ پہنچا سکتا ہے یا نہیں؟ ہم میں سے ہر شخص ابھی یہ طے کر لے کہ مجھے پانچ غیر مسلموں تک کوئی اچھی چیز نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بارے میں پہنچانی ہے، اگر پورے ملک میں اس طریقے سے اچھا لٹریچر تقسیم ہونے لگے تو یہ کتنی بڑی خدمت ہو گی؟ تو ہمیں نبوی تعلیمات کو سیکھنا ہے، خود عمل کرنا ہے، دوسروں تک پہنچانا ہے، درود شریف کی بھی خوب کثرت ہو اور آہ وزاری کے ساتھ اللہ جل شانہ کی طرف کامل رجوع ہو۔

ہمارا ایک ہی کام ہے: شکوہ شکایت

آج امت کا ایک عمومی مزاج بن گیا ہے، انڈیا میں کچھ ہوتا ہے، افغانستان میں کچھ ہوتا ہے، پاکستان میں کچھ ہوتا ہے، Palestine (فلسطین) میں کچھ ہوتا ہے، کسی اور ملک میں کچھ ہوتا ہے، تو بس ایک ہی کام ہے ہمارا، شکوہ شکایت، میں ایسے موقع پر دوستوں سے پوچھتا ہوں کہ اس صورتِ حال کو ایک ہفتہ گزر گیا، اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھو اور بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ شانہ سے اس سلسلہ میں کسی نے دو منٹ کے لئے بات کی ہے؟ ابھی یہ دین کی گفتگو ہو رہی ہے، اس میں ذکرِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آیا، مولانا نے بہت عمدہ نعت سنائی، دل پر اثر ہوا، یہ سب اپنی جگہ ٹھیک ہے، مگر ایک لمحے کے لئے ہم سب اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھیں کہ ہم نعت پڑھنے والے، نعت سننے والے، سیرت پر گفتگو کرنے والے، سیرت سننے والے روزانہ کتنی مرتبہ درودِ پاک پڑھتے ہیں؟

عرض یہ کر رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ شانہ سے چپکے چپکے بات کرنی چاہئے کہ اے اللہ! ان حالات کو آپ بدل دیجئے، اس قسم کی گندی چیزیں لکھنے والوں اور بولنے والوں کے مقدر میں ہدایت ہے تو آپ جلد از جلد انہیں ہدایت دیجئے، اگر نہیں تو پھر آپ ان کو پکڑ لیجئے اور ان کے شر سے مسلمانوں کو، اسلام کو اور اس دھرتی پر رہنے والے تمام لوگوں کو محفوظ رکھئے۔ یہ بات

بھی ذہن میں رہے کہ صرف یہ ہی جذبہ نہ ہو کہ یہ مٹ جائیں، یہ ختم ہو جائیں، ایسے لوگوں کے لئے بھی دعاء ہو کہ اے اللہ! یہ بھی آپ کے بندے ہیں، ہمارے نبی ﷺ کی امت کا ایک حصہ ہیں، آپ انہیں بھی ہدایت دے کر دنیا اور آخرت کی سرخ روئی عطا کیجئے، ہاں، اگر شرارت ہی ان کا مقدر ہے تو ان سے نجات دیجئے۔

بس آج اتنی ہی بات عرض کرنی ہے میرے بھائیو! ابھی قرآن ختم ہوگا، یہ اللہ کی کتاب ہے، ہمیں چاہئے کہ ہم اپنی زندگیاں اس کے مطابق بنالیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ آپ ﷺ کی سیرت کیا ہے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ كان خلقه القرآن کہ ایک قرآن تو یہ ہے جو مصحف کی شکل میں ہے، اور قرآن کی اگر جیتی جاگتی تصویر دیکھنی ہو تو وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہیں (مسند أحمد)۔

کامیاب پروگرام کا مطلب

میرے بھائیو! اس گزارش پر seriousness (سنجیدگی) کے ساتھ غور کیجئے، ہماری زندگیاں یوں ہی گزر رہی ہیں، کوئی فرق نہیں آرہا ہے، جلسوں کا، بیانات کا ایک رواج ہو گیا ہے، مسجد کے منتظمین کو بھی بہت خوشی ہوتی ہے کہ جلسہ بہت کامیاب رہا، بھائی! کامیابی کا کیا معنی؟ آج کل کامیابی کے دو مطلب ہیں: بڑا مجمع، اور مزہ، یعنی تلاوت، نعت اور تقریر سننے میں بہت مزہ آیا اور منتظمین کے علاوہ جو حاضرین ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ جلسہ بہت اچھا تھا، اس کا معنی یہی ہوتا ہے کہ بہت مزہ آیا یہ نہیں کہ آج بہت کام کی باتیں ہوئیں، ہماری اصلاح کی باتیں ہوئیں۔ بھائیو! یہ مجلسیں بہت برکت کی چیزیں ہیں، مگر ہم نے ان مجلسوں سے اگر فائدہ نہ اٹھایا تو یہی ہمارے خلاف قیامت کے دن حجت بن کر آئیں گی۔

دوسرے ملکوں سے بھی علماء کرام آتے ہیں، اہل اللہ بھی، حدیث، تفسیر اور فقہ میں

مہارت رکھنے والے بھی، میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے یہاں انگلینڈ میں جتنے علماء اور مشائخ کا ورود ہوتا ہے اتنا دنیا کے کسی ملک میں نہیں ہوتا ہوگا، ہمیں ان سے استفادے کا موقع ملتا ہے، ان حضرات کے ہر شہر میں اتنی کثرت سے پروگرام ہوتے ہیں کہ اب یہ جذبہ بھی ختم ہوگیا کہ کسی دوسرے شہر میں جاکر ان سے فائدہ اٹھائیں، حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا اسعد مدنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ جب آتے تھے seventies، eighties (ستر اور اسی کی دھائی) میں تو میں نے دیکھا کہ وسائل نہ ہونے کے باوجود لوگ کرایہ دے کر لیسٹر سے دوسرے شہروں تک جاتے تھے۔ تو علماء اور مشائخ ماشاء اللہ آتے ہیں، اسی طرح یہاں کے مقامی علماء بھی ماشاء اللہ اپنی اپنی جگہ خوب محنت کر رہے ہیں، ہم نے اگر قدر نہیں کی تو یہ چیز ہمارے خلاف قیامت کے دن حجت بنے گی، اللہ تعالیٰ شانہ فرمائیں گے کہ میں نے تمہارے لئے دین سیکھنے کے مواقع میں کوئی کمی نہیں رکھی تھی، اس کے باوجود تم خالی ہاتھ آئے؟ ہمارے پاس کوئی جواب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ شانہ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں، جو بچہ آج قرآن کی تکمیل کر رہا ہے اللہ تعالیٰ اسے بھی خوب برکت عطا فرمائیں، مرتے دم تک قرآن کو سینے میں محفوظ رکھنے کی اسے توفیق عطا فرمائیں، اسے عالمِ باعمل بنائیں، دین کا اور قوم وملت کا خادم بنائیں، اسے علمِ نبوت کی خدمت کے لئے اور امت کی قیادت کے لئے قبول فرمائیں، اسے اپنے ماں باپ کی، اساتذہ کی، یہاں کے منتظمین کی، جن حضرات کی بھی اس کے پیچھے محنت ہوئی ہے، ان کی اور ہم سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائیں، اسے سب کے لئے صدقۂ جاریہ بنائیں اور ہم سب کو دنیا اور آخرت کی ہر خیر عطا فرمائیں اور دنیا اور آخرت کے ہر شر سے بچائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ
وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِيْنَ